بسمہ سبحانہ

راویانِ حدیث پر ایک نظر

میر مراد علی خان
بیت القائم، نیو جرسی امریکہ۔

اسلامی کتب کے مطالعہ سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ علم رجال کی ضرورت صرف فقہی مسائل اور روایات کے ذیل میں ہی نہیں بلکہ کوئی کسی موضوع کے بارے میں بھی حقائق کا اندازہ کرنا چاہتا ہو، ماضی کے حالات معلوم کرنا چاہتا ہو تو اسکے لئے علم رجال کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں۔ چنانچہ قدیم تاریخی کتابوں میں روایت کو اسناد سے پیش کیا گیا۔ اور مورخ راویوں کی نشان دہی کر دیتا تھا تاکہ حقائق کا اندازہ کرتے۔ لوگ صرف مورخ کی تحریر ہی کو حرف آخر نہ سمجھے بلکہ راویوں کے حالات کے ذریعہ خود بھی حقائق کا اندازہ کر لیں۔ تاریخ طبری، طبقات ابن سعد یہ دو کتابیں ہیں جن میں راویوں کی نشان دہی بھی کر دی گئی ہے۔ اور یہ تاریخ لکھنے والوں کی دیانتداری ہے یا قدرت کا انتظام ہے کہ جعلسازی کا پردہ فاش کر دیا جاتا رہا ہے۔

علمائے اہلسنت نے علم رجال میں دو قسم کی کتابیں تالیف کی ہیں۔ قسم اول کا تعلق صحابہ کرام کے حالات سے ہے۔ جن میں نمایاں ترین یہ تین کتابیں ہیں:

۱۔ الاستیعاب فی اسماء الاصحاب۔ یہ حافظ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر (متوفی ۴۶۳ھ) کی تالیف ہے اور اس میں صحابہ کرام کے حالات پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

۲۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ۔ یہ بھی حافظ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر (متوفی ۴۶۳ھ) کی تالیف ہے۔

۳۔ اسد الغابہ۔ یہ علامہ ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم الجزری المعروف "ابن اثیر" (متوفی ۶۳۰ھ) کی تالیف ہے جس میں ۷۵۰۰ افراد کے حالات زندگی درج ہے۔

دوسری قسم اُن کتابوں کی ہے جن میں میں راویوں کے حالات پر تبصرہ کیا گیا ہے اور اُن کی حقیقت کو بے نقاب کیا گیا۔ اس سلسلہ میں حسب ذیل اہم نمایاں ہیں:

۱۔ الجرح والتعدیل۔ یہ حافظ عبد الرحمٰن بن ابی حاتم الرازی (متوفی ۳۲۷ھ) کی تالیف ہے جس میں تقریباً ۲۰ ہزار افراد کے حالات درج کئے گئے ہیں اور یہ ۹ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

۲۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال۔ یہ عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) کی تالیف ہے جن کے بارے میں سیوطی کا بیان ہے کہ علم رجال کے تمام علماء چار افراد کے سہارے ہی رہے ہیں۔ المزی، الذہبی، العراقی، ابن حجر۔

۳۔ تہذیب التہذیب۔ یہ حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) کی تالیف ہے اور اس کی اصل یہ ہے کہ حافظ ابو محمد عبد الغنی بن عبد الواحد بن سرور المقدسی الحنبلی (متوفی ۶۰۰ھ) نے ایک کتاب تالیف کی تھی جس کا نام تھا "الکمال فی اسماء الرجال"۔ حافظ جمال الدین یوسف بن الزکی المزی (متوفی ۷۴۲ھ) نے اس کا خلاصہ تیار کیا جس کا نام رکھا "تہذیب الکمال فی اسماء الرجال"۔ اس کے بعد ابن حجر عسقلانی نے اس خلاصہ کا بھی خلاصہ تیار کیا جس کا نام تھذیب التھذیب" رکھا گیا۔ جو حیدر آباد دکن میں ۱۳۲۵ھ میں بارہ جلدوں میں شائع کی گئیں۔

۴۔ لسان المیزان۔ یہ حافظ ابن حجر عسقلانی کی تالیف ہے جس میں ذہبی کی میزان الاعتدال کا خلاصہ تیار کیا گیا۔

بحوالہ کتاب "علم رجال" تالیف علامہ السید ذیشان حیدر جوادی طاب ثراہ

باسمہ سبحانہ

میر مراد علی خان بیت القائم نیو جرسی امریکہ

راویانِ حدیث قسط اول

اور

ابو ہریرہ

عام طور سے صحاح ستہ اور بالخصوص صحیح بخاری کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے اُن کی روایتیں صحیح السند ہیں اور انکے روای معتبر ہیں اور اسی لئے اُن کتابوں کو (صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ) صحاح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے ان کتابوں کے اکثر راوی وہ حضرات ہیں جو کسی طرح بھی قابل اعتبار نہیں ہو سکتے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ ابوہریرہ فتح خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور صرف ایک سال نوماہ یعنی صرف (۲۱) مہینے حضور کی خدمت میں رہے تھے اس لئے کہ وہ علاء بن حضرمی کے ساتھ بحرین منتقل ہو گئے تھے۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۳/۸ نفیس اکیڈمی کراچی۔ انکا شمار فقراء صفہ میں ہوتا تھا ان سے (۵۳۷۴) احادیث منسوب ہیں اور اگر حساب لگا جائے تو ابوہریرہ سے ۹۰ احادیث روزانہ کا اوسط ہوتا ہے۔ جس میں سے بخاری نے صرف (مصلحتاً) ۴۴۶ حدیثوں کو منتخب کیا اور باقی کو غیر صحیح سمجھا وہ بھی کسی اور مصلحت کی وجہ سے ہو گا۔

ابوہریرہ کا نام اسلام لانے سے قبل عبد شمس تھا۔ خود انکا کہنا ہے کہ وہ جنگل میں بکریاں چراتے تھے اور ایکدن ایک بلی اُٹھا لائے تو اُن کے باپ نے کہا "تو ابوہر" ہے جب سے یہ ابوہریرہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

ابوہریرہ سے رسول اکرم نے پوچھا کہ تم کس قبیلے سے ہو تو ابوہریرہ نے جواب دیا بنی دوس سے تو آپؐ نے فرمایا "میں نے دوس میں کوئی ایک بھی نیک نہیں دیکھا" قال النبی صلعم ممن انت قلت من دوس قال ما کنت اری فی دوس احدا فیہ خیرا"۔ جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۱۷۸۔

"ابوہریرہ بعد فتح خیبر اسلام لائے۔ ابوہریرہ حیات رسول اکرم میں اصحاب صفہ میں (غریب اور نادار لوگوں میں) سے تھے اس دور میں فقر اور فاقہ کی مصیبت میں مبتلا رہتے تھے۔ لیکن نبی اکرم کی وفات کے بعد خلافت راشدہ کے دور میں اُن کی معاشی حالت کافی سدھر گئی تھی اور آپ بہت مالدار ہو گئے۔ دور معاویہ میں مدینہ کے گورنر بھی رہے"۔ علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ جلد اول صفحہ ۳۸۔

ناقدین احادیث ابوہریرہ کو غیر معتبر قرار دیتے تھے چنانچہ میزان الاعتدال میں علامہ ذہبی صفحہ ۳۷ اپنی تحریر کرتے ہیں کہ عثمان مقسم بری ابوہریرہ کو کاذب جانتے تھے اور اعلام الاخیار کفوی میں اور میزان شعرانی (اردو) المعروف بہ مواہب رحمانی تالیف علامہ شیخ عبد الوہاب الشعرانی ترجمہ مولانا محمد حیات طبع اول ایچ ایم سعید کمپنی کراچی جلد اول ص ۱۷۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابو مطیع بلخی نے امام اعظم ابو حنیفہ سے پوچھا "اگر کسی امر میں آپ کی رائے ایک ہو اور ابو بکر کی کچھ اور ہو تو کیا آپ کی رائے کو چھوڑ کر ابو بکر کی رائے اختیار کریں گے؟" تو ابو حنیفہ نے کہا "ضرور" علیٰ ہذا القیاس عمر، عثمان اور حضرت علی کے بالمقابل میں اپنی رائے ترک کر دوں گا"۔ پھر امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا" سوائے انس بن مالک، اور ابو ہریرہ اور سمرہ بن جندب کے تمام صحابہ کے بالمقابل میں اپنی رائے کو ترک کر دوں گا"۔

الکتاب مسطور مصنف محمد حسین نیلوی طبع شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ ضیاء العلوم سرگودھا صفحہ ۱۳۵ پر تحریر ہے کہ "صرف ایک صحابی غیر معروف الفقہ و العدال یعنی حضرت ابو ہریرہ"۔

ابو ہریرہ نے ایک حدیث رسولؐ اکرم بیان کی، لوگوں نے جب اُن سے پوچھا کیا یہ حدیث تم نے رسولؐ اللہ سے سنی ؟ تو ابو ہریرہ نے کہا نہیں یہ میرے ذہن کی پیداوار ہے قال : لا، هذا من كيس ابو هريرہ، کتاب النفقات ، وجوب النفقة على الحل والعيال صحیح بخاری جلد ۷ حدیث ۲۸۶، ص ۲۵۲۔

آیت وانذر عشیرتك الاقربین، مشہور یہ ہے کہ یہ آیت مکہ میں بعثت کے فوراً بعد اتری جبکہ حضرت علیؑ دس یا گیارہ سال کے تھے اور ابولہب زندہ تھا۔ ابو ہریرہ سے یہ روایت ہے رسول اکرم نے قریش کو جمع کیا اور کہا "اے عباس، اے فاطمہؑ بنت محمدؐ میں اللہ کے سامنے کچھ کام نہ آنے کا"۔ آپ ہی انصاف کریں ابو ہریرہ اسلام لائے خیبر کے بعد اور جب یہ آیت نازل ہوئی جناب فاطمہؑ پیدا ابھی نہیں ہوئی تھیں۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت وانذر عشیرتك الاقربین نازل ہوئی تو رسولؐ اللہ نے قریش کے لوگوں کو بلا بھیجا سب کو اکٹھا کیا اور کہا "اے کعب بن لوئی کے بیٹو! اے مرہ بن کعب کے بیٹو! اے عبد شمس کے بیٹو! اے ہاشم کے بیٹو! اے عبد المطلب کے بیٹو! اے فاطمہؑ اپنے تئیں جہنم سے بچو "(یہ آیت قبل ہجرت وقت بعثت کی ہے جبکہ ابو ہریرہ کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ دوسرے یہ کہ رسول اللہ نے جب اپنی اولاد کا ذکر کیا تو صرف فاطمہؑ کا نام لیا۔ اور بیٹیاں کیا ہو گئیں؟)۔ کتاب الایمان باب بیان ان من مات علی الکفر فھو فی النار صحیح مسلم جلد اول ص ۳۴۶۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت وانذر عشیرتك الاقربین نازل ہوئی تو رسولؐ اللہ نے قریش کے لوگوں کو بلا بھیجا سب کو اکٹھا کیا اور کہا "اے کعب بن لوئی کے بیٹو! اے مرہ بن کعب کے بیٹو! اے عبد شمس کے بیٹو! اے ہاشم کے بیٹو! اے عبد المطلب کے بیٹو! اے فاطمہؑ بیٹی محمدؐ کی تو میرے مال میں سے جو چاہے مانگ لے "کتاب الایمان باب بیان ان من مات علی الکفر فھو فی النار صحیح مسلم جلد اول ص ۳۴۷۔

مصریوں اور عثمان بن عفان کے حامیوں میں جنگ ہو رہی تھی بجائے صلح اور امن کی بات کرتے ابو ہریرہ کہنے لگے "میں تمہارے لئے نمونہ ہوں اور یہ دن ہے کہ جب جنگ کرنا بہت ہی عمدہ ہے"۔ طبری حصہ سوم ص ۴۷۲۔

سعید بن مسیّب (یہ ابو ہریرہ کے داماد تھے) سے روایت ہے ابو ہریرہ کہا کرتے تھے "لوگ کہتے ہیں ابو ہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے۔ یعنی بطور طعن کے مجھ کو کہتے ہیں کہ شاید اپنے پاس سے بنا بنا کر حدیثیں بیان کرتا ہوں۔ (فیض الباری شرح بخاری جلد اول ص ۲۲۳ طبع لاہور)۔ اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ لوگوں کا عام طور سے ابو ہریرہ کے بارے میں کس قسم کا خیال پایا جاتا تھا کہ چونکہ روایات کے نقل کرنے میں احتیاط سے کام نہیں لیتے تھے۔

ایک حدیث کے سلسلے میں ابو ہریرہ اور عبد اللہ ابن عمر میں تکرار ہوئی تو عبد اللہ ابن عمر نے کہا "ابو ہریرہ بہت روایتیں بیان کرتے ہیں فقد اكثر علينا ابو هريره "یعنی اُن کو روایت میں شک تھا۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز جلد دوم ص ۳۵۸۔

ایک طویل روایت جو قیامت کے سلسلے میں ہے جس کو ابو ہریرہ لوگوں میں بیان کر رہے تھے جب حدیث کے اس حصے پر آئے کہ حق تعالیٰ فرمائے گا "ہم نے یہ سب تجھے دیا اور اُن کے ساتھ اتنا ہی اور دیں گے "تو ابو سعید خدری ایک اور صحابی نے کہا "اے ابو ہریرہ اور دس حصے زیادہ دیں گے کہا تھا "تو ابو ہریرہ نے کہا "مجھے اتنا یاد کہ رسولؐ اللہ نے یوں کہا تھا "اس پر ابو سعید نے کہا" میں گواہی دیتا ہوں کہ رسولؐ اللہ نے دس حصے زیادہ دینے کے لئے کہا

تھا" اس پر ابوہریرہ نے ابوسعید کو بددعا کے طور پر کہا "یہ وہ شخص ہے جو سب سے آخر میں جنت میں جائے گا" صحیح مسلم کتاب الایمان باب قول اللہ عزوجل ولقد راہ نزلۃ جلد اول ص ۳۰۷۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے "بیماری نہیں لگتی" اور ابوسلمہ یہ بھی کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے "نہ لایا جائے بیمار اونٹ کے پاس تندرست اونٹ"۔ ابوسلمہ نے کہا ابوہریرہ ان دونوں حدیثوں کو رسول اللہؐ سے روایت کرتے تھے پھر بعد میں اس حدیث کو کہ "بیماری نہیں لگتی" اسے چھوڑ دیا بیان کرنا اور یہ بیان کرتے تھے کہ نہ لایا جائے بیمار اونٹ تندرست اونٹ کے پاس تو حارث بن ابی جو ابوہریرہ کے چچا زاد بھائی تھے ابوہریرہ سے پوچھا کہ "کیا بات ہے تم دوسری حدیث جو اس حدیث کے ساتھ بیان کرتے تھے اب کیوں نہیں بیان کرتے ہو؟"۔ ابوہریرہ نے انکار کیا کہ وہ پہلی والی حدیث کو نہیں جانتے۔ اس بات پر دونوں میں جھگڑا ہوا اور ابوہریرہ غصے میں آگئے اور حبش کی زبان میں کچھ کہا (یعنی گالی دی) پھر حارث سے پوچھا "کیا تم سمجھے میں نے کیا کہا؟" (یعنی جو گالی حبش کی زبان میں دی) حارث نے کہا نہیں۔ ابوہریرہ نے کہا "میں انکار کرتا ہوں کے میں نے پہلی والی حدیث نہیں کہی"۔ حارث نے کہا "میں اپنی عمر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم اس حدیث کو بیان کرتے تھے"۔ ابوہریرہ حدیث بھول گئے تھے۔ صحیح مسلم کتاب اسلام۔ باب لا عدوی ولا طیرۃ جلد پنجم ص ۳۹۴۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ وہ بحرین سے عمر ابن خطاب کے پاس آئے اور چار لاکھ درہم لائے تھے عمر ابن خطاب نے کہا "اے اللہ اور اسلام کے ! دشمن یا اے اللہ اور اسکی کتاب کے دشمن ! تم نے اللہ کے مال میں چوری کی تو ابوہریرہ نے کہا نہیں بلکہ میں نے تجارت کی اور مال بڑھایا پھر پوچھا کتنا لائے کہا بیس ہزار (یاد رکھے کہ خود انھوں نے اقرار کیا تھا چار لاکھ لایا تھا مگر پرسش پر بیس ہزار ہتلا رہے ہیں) عمر نے حکم دیا کہ اپنے سرمائے اور تنخواہ کو دیکھو اور اسے لے لو اور زائد ہو اسے بیت المال میں داخل کردو۔ (پھر بھی تین لاکھ تو بیت المال میں اتار لیا اس لئے دس ہزار درہم ان کی تنخواہ تھی) طبقات ابن سعد حصہ چہارم ص ۳۳۶۔

الفاروق میں علامہ شبلی نعمانی اور تذکرۃ الحفاظ میں امام ذہبی لکھتے ہیں کہ ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں ابوہریرہ سے پوچھا کہ آپ عمر ابن خطاب کے دور میں اسطرح حدیثیں روایت کرتے تھے؟"۔ تو ابوہریرہ نے جواب دیا "اگر ایسا کرتا تو عمر مجھکو دُرے سے مارتے"۔

بلکہ علامہ محمود ابوریہ (مصر) اپنی کتاب شیخ المضیرہ ترجمہ شائع کردہ ادارہ عظمت انسانیت کراچی صفحہ ۱۴۹ میں لکھتے ہیں کہ من گھڑت احادیث کی پاداش میں عمر ابن خطاب نے ابوہریرہ کی کوڑوں سے خبر لی تھی۔ ابوجعفر محمد بن عبداللہ اسکافی کہتے ہیں کہ ہمارے شیوخ کے نزدیک ابوہریرہ مقدوح (قابل رد ہیں) ہیں اُن کی روایت مقبول نہیں۔ عمر ابن خطاب نے ان کو تازیانہ یہ کہہ کر مارا کہ "تو حدیثیں بہت بیان کرتا ہے۔ اور تو اس قابل ہے کہ تجھ کو رسول اللہ پر جھوٹ اور افترا کرنے والوں میں سمجھا جائے" شرح ابن الحدید جزء ۴ جلد ا ص ۳۴۔

مختلف ذرائع سے یہ روایت ہے کہ عمر ابن خطاب نے ابوہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ "تو رسول اللہؐ کی حدیثیں بیان کرنا چھوڑدے ورنہ تجھ کو مٹی میں ملا دوں گا"۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۲۵ نفیس اکیڈمی کراچی۔

عائشہ نے ابوہریرہ سے کہا "تم رسول اللہ سے وہ حدیثیں بیان کرتے ہو جنہیں میں نے آپؐ سے نہیں سنا"۔ تو ابوہریرہ نے جواب دیا "اے اماں جان! میں نے اس حالت میں حاصل کیا ہے کہ آپ کو (عائشہ) سرمہ دانی اور آئینہ نے اُن احادیث کو سننے سے باز رکھا مجھے ان چیزوں میں سے کسی نے مشغول نہیں کیا۔ طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۳۰۳۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۲۸ نفیس اکیڈمی کراچی "میں سرمہ دانی اور خضاب" لکھا ہے۔

مسند ابوداؤد میں روایت ہے کہ "ہم لوگ بزم عائشہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابوہریرہ کو بھی اُن کے سامنے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ عائشہ نے پوچھا

"ابوہریرہ! تم رسول اللہ کی حدیث اس طرح بیان کرتے ہو کہ ایک عورت پر عذاب نازل ہوا بلی کی وجہ سے؟"۔ تو ابوہریرہ نے کہا "ہاں میں نے رسول اللہ سے یہی سنا"۔ عائشہ نے کہا "مومن کی عزت اللہ کے نظر میں اس سے کہیں زیادہ ہے کہ بلی کی وجہ سے اس پر عذاب نازل کرے۔ وہ عورت کافرہ تھی (کفر کی وجہ سے اس پر عذاب نازل ہوا)۔ اے ابوہریرہ! جب تم رسول اللہ کی کوئی حدیث بیان کرو تو پہلے یہ غور کر لیا کرو کہ کیا کہہ رہے ہو"۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ عائشہ کو کتنا اعتماد ابوہریرہ کی حدیث بیانی پر تھا۔ عائشہ نے ایک ہی ساعت میں بکثرت احادیث بیان کرنے پر ابوہریرہ کو کئی بار ملامت کی ہے۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۲۸ نفیس اکیڈمی کراچی۔

سنن ابو داؤد مطبع دہلی ص ۱۰۸ میں ہے کہ عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں "ابوہریرہ روایت کے بیان کرنے میں بڑی دلیری کرتے ہیں اور ہم دلیری نہیں کرتے"۔

عروہ ابن زبیر نے اپنے باپ کے سامنے ابوہریرہ کو پیش کیا اور ابوہریرہ احادیث بیان کرنا شروع کیا ابن زبیر کہتے ہیں کہ "میرے باپ نے کہا کبھی سچ اور کبھی جھوٹ۔ جب ابوہریرہ چلے گئے تو میں نے میرے باپ سے پوچھا یہ سچ اور جھوٹ کیوں کہہ رہے تھے تو زبیر نے کہا کہ کچھ احادیث سچ تھیں اور کچھ جھوٹ تھیں"۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۳۰ نفیس اکیڈمی کراچی۔

عبداللہ ابن عمر نے ابوہریرہ سے کہا "اباہر، جو کچھ رسول اللہ سے بیان کر رہے ہو اس پر غور کر لو" البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۲۷ نفیس اکیڈمی کراچی۔

حیوۃ الحیوان دمیری جلد اول ص ۵۰۱ میں ہے کہ ابن حبیب کہتے ہیں "میں بزم ہارون رشید میں بیٹھا تھا کہ اس مسئلہ کا ذکر ہوا کہ بکری کے تھن میں جب دودھ جمع ہو جائے تو اس کی بیع جائز ہے یا نہیں؟۔ جب بحث کو طول ہوا یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں تو بعض نے استدلال کے طور پر کہا کہ یہ حدیث ابوہریرہ سے ہے۔ چنانچہ اس حدیث کو صرف اس لئے رد کر دیا کہ یہ روایت ابوہریرہ سے ہے۔ ہارون رشید ان لوگوں کی تائید کی جو ابوہریرہ کو غیر معتبر سمجھتے تھے۔

عقد فرید جلد ۳ مطبوعہ مصر ص ۲۶ قال لہ مروان لقد ضیع اللّٰہ حدیث رسول اللّٰہ اذالم یروہ غیرک۔ ابوہریرہ سے مروان نے کہا "خدا نے ضائع کر دیا حدیث رسول کو اس لئے کہ سوائے تیرے کسی اور شخص نے اس کی روایت نہیں کی"۔

اسی شرح ابن ابی الحدید جلد اول مطبوعہ ایران ص ۲۲ میں ہے فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے "آگاہ ہو جاؤ تمام موجود اشخاص میں سب سے زیادہ افترا کرنیوالا رسول اللہ پر وہ ابوہریرہ دوسی ہے"۔ اسی صفحہ پر قاضی ابو یوسف ناقل ہیں کہ "میرے استاد ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول سب عادل ہیں سوائے چند نفوس کے وہ غیر عادل ہیں ان میں ابوہریرہ اور انس بن مالک ہیں"۔

یزید بن ہارون نے بیان کیا ہے کہ میں نے شعبہ کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ ابوہریرہ تدلیس کرتے تھے۔ کبھی حدیث کو رسول اللہ سے نسبت دیتے تھے اور کبھی اسی حدیث کو کہتے تھے کہ میں نے کعب سے سنی اور اس میں ایک دوسرے کا امتیاز نہیں رہتا تھا۔ چنانچہ ابوہریرہ نے ایک حدیث بیان کی "وہ جس نے حالت جنابت میں صبح کی اس کا روزہ نہیں" اور جب تحقیق کی گئی تو ابوہریرہ نے کہا "مجھے کسی خبر دینے والے خبر دی ہے اور میں نے یہ رسول اللہ سے نہیں سنا۔ اسے ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۳۱ نفیس اکیڈمی کراچی۔

"تدلیس": لغت میں ایسی روایت جس میں اصلیت کو چھپا کر غلط باور کرائے۔ انگریزی میں اس کا ترجمہ Fraud بتلایا گیا ہے۔

شرح ابن ابی الحدید جلد اول مطبوعہ ایران ص ۴۴ میں تحریر ہے کہ اعمش نے روایت کی ہے (جو اکابر تابعین اہلسنت ہیں) ابوہریرہ معاویہ کے ساتھ

عراق میں پہونچے اسوقت بہت سے لوگوں نے اُن کا استقبال کیا اور وہ بڑی جماعت تھا (واضح رہے اسی سے سنت والجماعت کی ابتدا ہوئی۔ مراد) انھوں نے (ابوہریرہ) جب لوگوں کا مجمع دیکھا تو دوزانو کے بل بیٹھ گئے اور کئی مرتبہ پیشانی پر ہاتھ مارا اور کہا "اے اہل عراق! تم لوگوں کا یہ خیال ہے کہ میں اللہ اور رسولؐ پر افترا کرتا ہوں اور اپنے کو جہنم میں جلاؤں گا۔ واللہ میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے رسولؐ اللہ سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے ہر نبی کا ایک حرم ہوتا ہے اور میرا حرم مدینہ ہے جس کی حد عیر سے ثور تک ہے جو شخص اس شہر مدینہ میں کسی بدعت کو ایجاد کرے گا اُس پر اللہ اور ملائکہ اور تمام دنیا کی لعنت ہو اور میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ علیؑ نے بدعت کی"۔ معاویہ کو جب یہ خبر پہنچی تو اُس نے ابوہریرہ کو اس حدیث کے بیان کرنے کے صلہ میں انعام دیا اور بہت عزت کی اور مدینہ کا گورنر بنایا۔

شرح ابن ابی الحدید جلد اول مطبوعہ ایران ص ۳۱۔ ابو جعفر اسکافی نے کہا ہے کہ معاویہ نے ایک کمیٹی بنائی صحابہ اور تابعین کی جو جھوٹی احادیث بنایا کریں جس کی وجہ سے حضرت علیؑ کی طرف سے لوگ نفرت کرنے لگیں اور اُن کے لئے انعام مقرر کیا تاکہ لوگ رغبت کریں جھوٹی احادیث کے بنانے میں اس کمیٹی والوں نے معاویہ کو خوش کرنے کے لئے جھوٹی احادیث بنانا شروع کیا۔ اس کمیٹی کے سربراہ ابوہریرہ، عمرو عاص، مغیرہ بن شعبہ اور تابعین میں سے عروہ بن زبیر تھے۔

شریک نے مغیرہ سے بحوالہ ابراہیم بیان کیا ہے کہ ہمارے اصحاب ابوہریرہ کی احادیث کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور اعمش نے بحوالہ ابراہیم بیان کیا ہے کہ وہ ابوہریرہ کی ہر حدیث کو نہیں لیتے تھے اور سفیان ثوری نے منصور سے بحوالہ ابراہیم بیان کیا ہے کہ وہ ابوہریرہ میں غور کرتے تھے اور ہر حدیث کو نہیں لیتے تھے سوائے اس حدیث کے جس میں جنت و دوزخ کا حال بیان ہوتا جس سے عمل صالح کی ترغیب ہو۔ اسے ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔

البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۳۲ نفیس اکیڈمی کراچی۔

جاریہ بن قدامہ صحابی رسولؐ، حضرت علیؑ کے دور خلافت میں جب مدینہ پہونچے تو ابوہریرہ نے مدینہ سے فرار اختیار کیا۔ چنانچہ جاریہ بن قدامہ نے کہا

" واللہ اگر میں بلّی والے (یعنی ابوہریرہ) کو پاتا تو میں ضرور قتل کرتا۔ طبری جلد سوم ص ۲۳۰۔

ابوہریرہ ایک سفر میں تھے اور ان کے ساتھ کچھ لوگ اور بھی تھے جب یہ لوگ ایک مقام پر اُترے تو انہوں نے کھانے کا توشہ دان رکھ کر ابوہریرہ کو کھانے کی دعوت دی تو ابوہریرہ نے کہا میں روزہ سے ہوں چنانچہ وہ لوگ کھانا کھانے لگے جب وہ فارغ ہونے والے ہی تھے کہ اچانک ابوہریرہ کھانا شروع کر دیا۔ ابوہریرہ نے جواب دیا میری ہلاکت میرے پیٹ کی وجہ سے ہے اگر میں سیر کروں تو وہ مجھے برانگیختہ کر دیتا ہے اور اُسے بھوکا رکھوں تو وہ مجھے کمزور کر دیتا ہے۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۳۶ نفیس اکیڈمی کراچی۔

تذکرۃ الخواص الامۃ مطبوعہ ایران ص ۳۰۔ اصبغ ابن نباتہ صحابی امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں میں نے ابوہریرہ سے پوچھا کہ "تم صحابی رسولؐ کہے جاتے ہو میں اللہ کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے غدیر خم کے موقع پر رسولؐ اللہ کی زبانی سے حضرت علیؑ کے حق میں نہیں سنا کہ جس کا میں مولا ہوں اُس کا علیؑ مولا ہیں"۔ ابوہریرہ نے کہا "بیشک واللہ میں نے سنا جو رسولؐ اللہ نے فرمایا"۔ اصبغ کہتے ہیں کہ میں نے کہا "اے ابوہریرہ اب تم نے اس شخص کو دوست رکھا جو پیغمبرؐ کا دشمن ہے اور جو پیغمبرؐ کا دوست ہے اُس سے تم نے دشمنی رکھی"۔ ابوہریرہ نے ایک آہ سرد کے ساتھ کہا "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔ اس کو سن کر معاویہ نے کہا "اے اصبغ اپنی تقریر کو ختم کر"۔

امام احمد نے یحییٰ بن سعید بن مسیب (یہ ابوہریرہ کے نواسے تھے) سے بیان کیا ہے کہ جب معاویہ ابوہریرہ کو کچھ عطا کرتے تو ابوہریرہ کا منہ بند رہتا تھا اور جب معاویہ اپنا ہاتھ روک لیتے تو ابوہریرہ بولنے لگتے تھے۔ اسے ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۴۰ نفیس

اکیڈمی کراچی۔

اصابہ ابن حجر جلد اول ص ۲۰۵ میں، مولوی عبدالحی مقدمہ ہدایہ میں اور تبصرہ مقدمہ ہدایہ مطبوعہ نولکشور ص ۲۰۷ میں ہے۔ روایت کی گئی ہے انھیں ابوہریرہ سے کہ نماز میں حضرت علی کی اقتدا کرتے تھے اور کھانا معاویہ کے دستر خوان پر کھاتے تھے اور لڑائی میں علیحدہ رہتے تھے کسی نے جب دریافت کیا تو کہنے لگے نماز علی کے اقتداء سے پڑھنا بہتر ہے اور معاویہ کا دستر خوان بہت چکنا ہوتا ہے اور لڑائی سے جان بچانا یہ سلامتی کا طریقہ ہے۔

(وروی عنه كان يصلي خلف علي رضي الله عنه ويأكل من سماط معاويه يعتزل القتال فسئل عن ذالك فقال الصلوة خلف علي افضل وسماط معاوية ادسم و ترك القتال اسلم هكذا عنه)

سئل عن **قبلة الصائم فقال اقبلها و اقحفها**۔ ابوہریرہ سے کسی نے پوچھا روزہ دار کو بوسہ لینا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا میں تو اپنی بیوی کا بوسہ لیتا ہوں اور اُس کا تھوک چوستا ہوں ۔ غریب الحدیث ابن سلام ج ۴ ص ۱۹۸۲ النہایہ فی غریب الحدیث ابن الاثیر ج ۴ ص ۱۷۔

ابن کثیر میں ہے کہ بعض لوگوں نے ابوہریرہ کو سدرہ (جوا) کھیلتے ہوئے دیکھا۔ اسی طرح کی عبارت لغات الحدیث طبع میر محمد کتب خانہ کراچی جلد دوم علامہ وحید الزمان (علامہ وحید الزمان یہ وہ ہستی ہے جو کتاب تعارف نہیں انہوں نے تمام صحاح ستہ کا ترجمہ کیا)" سین" صفحہ ۱۷ لکھتے ہیں" رایت ابا ہریرہ یلعب السدر انی ہریرہ کو سدرہ کا کھیل کھیلتے ہوئے دیکھا" یہ فارسی لفظ سہ درہ سے عربی میں سدرہ بن گیا یعنی تین خانوں کا کھیل جس میں ہار جیت ہوتی ہے"۔ اسی کے ذیل میں علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں" یہ ایک شیطانی کھیل ہے۔ یحیی بن ابی کثیر کا قول ہے کہ اس قسم کا کھیل جن میں ہار جیت ہو درست نہیں ہیں بالاتفاق ناجائز اور حرام ہے"۔

ابوہریرہ کے بدن پر ہمیشہ ریشم ملے ہوئے کپڑے کی چادر دیکھی ہے طبقات ابن سعد حصہ چہارم ۳۶۳۔

عبید بن باب سے مروی ہے کہ میں برتن سے ابوہریرہ پر پانی ڈال رہا تھا اور وہ وضو کر رہے تھے۔ طبقات ابن سعد حصہ چہارم ۳۶۷۔

جبکہ عبادات میں کسی کو شامل کرنا سخت منع ہے۔

مشہور یہ ہے کہ ابوہریرہ ۵۹ ھ میں فوت ہوئے اور نماز جنازہ ولید بن عتبہ بن ابو سفیان نے پڑھائی۔